سد الذرائع اور فقہی مسالک

تحریر: محمد ارشد، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، نارووال

کتاب وسنت بنیادی ماخذومصادر کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی ایک ایسے مصادر ہیں جو کہ ثانوی حیثیت کے حامل ہیں۔ ان میں سے ایک سد الذرائع بھی ہے۔اس مصدر کی حجیت کتاب و سنت کے کثیر دلائل سے ثابت ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ نے اس کو خصوصی اہمیت دے کر باقاعدہ موضوع بحث بنایا ہے جبکہ حنفیہ ، شافعیہ، ظاہریہ اور جعفریہ نے بھی اس مصدر سے مختلف عنوانات اور ضوابط کے تحت استفادہ کیا ہے۔ہم اپنے موضوع کو بیان کرنے سے قبل سد الذرائع کے مفہوم کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

"سد" اور "ذرائع" کا لغوی مفہوم

اہل لغت نے لفظ "سد" کے جو مختلف معنی بیان کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:(۱)

۱۔ الجبل (پہاڑ)

۲۔ الحاجز بین الشیئین (دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ)

۳۔ سد الباب (دروازہ بند کرنا)

ذرائع ، ذریعہ کی جمع ہے ۔ اس کا معنی کسی شئی کی طرف پہنچنے کا وسیلہ اور طریق ہے۔(۲) شیخ زرقاء اس کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

الوسیلة التی یلجاالیھاالانسان لامر من الامور (۳)

(ایسے وسیلہ کو کہتے ہیں جس کی طرف انسان کو رجوع کرنا پڑے۔)

اس تعریف سے ذرائع کا شرعی حکم اور نوعیت بھی طے ہوجاتی ہے کیونکہ لازمی مقدمہ اور ناگزیر وسیلہ کی حیثیت مقصود کے برابر ہوگی۔ پھر مصالح کا سبب بننے والے ذرائع بھی ہیں جنہیں ایجابی پہلو(فتح الذرائع) سے تعبیر کیاجاتاہے اور مفاسد کا سبب بننے والے ذرائع بھی جنہیں سلبی پہلو(سد الذرائع) سے تعبیر کیا جاتاہے۔ شریعت میں سد الذراع کی امثلہ بہت زیادہ ہیں۔ اسی لئے اصولیین نے عام طور پر اسے ہی موضوع بحث بنایا ہے۔ بلکہ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان کے بقول اب عام طور پر مطلق ذرائع کانام ایسے وسائل کیلئے استعمال ہوتا ہے جوکہ مفاسد کی طرف لے جانے والے ہوں۔(۴)

سدالذرائع کااصطلاحی مفہوم

اہل علم نے سدالذرائع کی مختلف تعریفات کی ہیں۔ ہم ذیل میں بعض اہم تعریفات کا ذکر کر رہے ہیں:

امام ابن العربی کی تعریف

امام ابن العربی سدالذرائع کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

وھی المباحات التی یتوصل بھا الی المحرمات(۵)

ذرائع سے مراد ایسے مباحات ہیں جو کہ محرمات تک رسائی کا باعث ہوں)

امام قرطبی کی تعریف

امام قرطبی نے سدالذرائع کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے:

الذریعۃعبارۃ عن امرغیرممنوع لنفسہ یخاف من ارتکابہ الوقوع فی ممنوع(۶)

(ذریعہ ایک ایسے امر سے عبارت ہے جو فی ذاتہ جائزاور مباح ہو لیکن اس کے ارتکاب سے کسی ممنوع چیز کے واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔)

گویاسدالذرائع سے مراد وہ مباح اور جائزامور ہیں جو کہ کسی حرام اور ناجائزفعل کا وسیلہ بنیں یا بننے کا قوی اندیشہ ہو۔

مقالہ ہذامیں اس چیز کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ مختلف فقہی مسالک میں سدالذرائع کے اصول سے کیسے اور کس حد تک استفادہ کیا گیا ہے؟ سو اس ضمن میں ہم تفصیلات کو درج ذیل دو عنوانات کے تحت بیان کریں گے۔

۱۔ سدالذرائع سے براہ راست استفادہ کرنے والے مکاتب فکر۔

۲۔ سدالذرائع سے بالواسطہ استفادہ کرنے والے مکاتب فکر۔

۱۔سدالذرائع سے براہ راست استفادہ کرنے والے مکاتب فکر

اس گروہ میں مالکیہ اور حنابلہ ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا تفصیل سے تذکرہ کرتے ہیں:

مالکیہ اور سدالذرائع

مالکیہ سدالذرائع کی اصطلاح کے بانی شمار ہوتے ہیں اور انھوں نے اس کو باقاعدہ مصدرشریعت کی حیثیت دیتے ہوئے بہت سے مسائل کا استنباط اس مصدر سے کیا ہے۔ امام قرافی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

رربماعبر عن الوسائل بالذرائع وھواصطلاح اصحابناوھذااللفظ المشھورفی

مذھبناولذلک یقولون سدالذرائع(۷)

(اور بعض اوقات وسائل کوذرائع سے تعبیر کیاجاتا ہے اور یہ ہمارے اصحاب (مالکیہ) کی اصطلاح ہے اور ہمارے مذہب میں یہ لفظ مشہور ہے اور اسی کو سد الذرائع کہتے ہیں۔)

سواس سے معلوم ہوا کہ یہ اصطلاح بنیادی طور پر مالکیہ کی ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ مالکیہ نے اس مصدر وماخذ سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور بہت سے مسائل کا استنباط کیا ہے۔ شاید اسی وجہ سے بعض علماء نے سدالذرائع کو مالکی مذہب کی خصوصیت قرار دے دیا۔

مناع القطان اسی بات کو یوں بیان کرتے ہیں:

حتی اعتبر بعض العلماء العمل بھامن خصوصیات مذھبه(۸)

(یہاں تک کہ بعض علماء نے سد الذرائع پر عمل کرنے کوان (امام مالک) کے مذہب کی خصوصیات میں شمار کرلیا۔)

چنانچہ ذیل میں ہم نمونے کے طور پر مالکیہ کے چند ایک مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں:

مالکیہ کے ہاں سد الذرائع کے تحت بیوع آجال کی ممانعت

مالکیہ کے ہاں بیوع آجال کی کئی ایک صورتوں کی ممانعت ہے(۹) امام ابن رشد نے بدایۃ المجتھد میں باب فی البیوع الذرائع الربویۃ کے تحت اس طرح کی کئی ایک صورتیں بیان کی ہیں۔(۱۰)

امام ابن رشد اس کی ایک مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی ایک دوسرے آدمی کو سامان ایک خاص مدت کیلئے سو روپے کا سامان فروخت کرے پھر اس سے پچاس روپے کا نقد خرید لے۔ گویا اس نے پچاس کی مالیت کا سامان ایک سو رپے میں ایک مدت تک قرض کے طور پر دیا اور یہ حرام ہے۔ امام شافعی ، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ مگر صحیح وہی ہے جو امام مالک نے فریا۔(۱۱)

امام قرافی سد الذرائع کی تیسری قسم کا تذکرہ کرتے ہوئے بیوع آجال کی مثال اس طرح دیتے ہیں کہ کوئی آدمی ایک مہینے کیلئے دس درہم کی چیز ادھار لے پھر مہینے سے قبل پانچ درہم کی نقد خرید لے تو امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اب جیب سے پانچ درہم نکالے اور مہینے کے آخر میں دس وصول کرلئے۔ سو یہ صورت پانچ درہم مالیت کے سامان کو ایک مدت تک دس درہم کے بدلے دینے کا ذریعہ ہے مگر ظاہری صورت بیع کی ہے اور امام شافعی بیع کی صورت کو دیکھتے ہیں اور اس بیع کو ظاہر پر محمول کرتے ہوئے جائز قرار دیتے ہیں۔(۱۲)

گویا امام قرافی نے واضح فرمادیا کہ یہ بیع جو کہ ظاہری طور پر درست ہے، کو اس لئے منع

قرار دیا گیا ہے کہ یہ سود کا ذریعہ بنتی ہے۔

سد الذرائع کے تحت حیلوں کے باوجود زکوٰۃ کا عدم سقوط

زکوٰۃ کو ساقط کرنے کیلئے حیلوں کو اختیار کرنا حرام ہے۔ ان حیلوں کی مختلف شکلیں ہیں:

(i) وہ آدمی اپنا مال کسی فقیر کو ھبہ کردے اور بعد ازاں اس سے خرید لے۔

(ii) سال گزرنے سے پہلے اس کو ھبہ کردے پھر اس سے واپس لے لے۔

(iii) نصاب زکوٰۃ کی جنس کو تبدیل کردینا جیسے جانوروں کو درہم سے بدل دینا۔

(iv) نصاب زکوٰۃ میں سے بعض حصہ کو قصداً تلف کردینا تاکہ تھوڑی کمی سے زکوٰۃ ساقط ہوجائے۔

(v) خود چرنے والے جانوروں کو چارہ ڈالنے والے جانور بنادیا جائے۔

ان تمام صورتوں میں زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی جیسا کہ ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے بیان کیا ہے:

لم تسقط عنه الزكوة عندالحنابلة والمالكية سداللذرائع (۱۳)

(حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک (ان تمام صورتوں میں) سد الذرائع کے طور پر زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔)

سد الذرائع میں مبالغہ کی ایک مثال:

امام مالک سد الذرائع کے ضمن میں شدید مبالغہ کرتے ہیں۔ اس امر پر کئی ایک امثلہ پیش کی جاسکتی ہیں۔ ایک مثال بطور نمونہ یہاں ذکر کی جاتی ہے۔

یحیٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو عید الفطر کے بعد چھ روزوں کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کسی صاحب علم اور صاحب فقہ کو یہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور اسلاف میں سے کسی ایک فرد سے یہ بات مجھ تک نہیں پہنچی بلکہ اہل علم اسے مکروہ جانتے اور اس بدعت سے بچتے ہیں کہ کہیں عامۃ الناس ان روزوں کو رمضان کے ساتھ نہ ملادیں جو کہ اس کا جز نہیں ہیں۔ (۱۴)

امام مالک نے جو بات کہی ہے اس پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت ایسے نہیں ہے کیونکہ رمضان کے بعد عید ہوتی ہے جو کہ رمضان کے اختتام کا باقاعدہ اعلان ہے۔ اس طرح اس میں وقفہ بھی ہوجاتا ہے اور پھر احادیث میں باقاعدہ ان چھ روزوں کا ثبوت اور ان کی فضیلت کا تذکرہ بھی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال كان كصيام الدهر (۱۵)

(جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ عمل (ثواب کے اعتبار سے) ساری عمر کے روزوں کی طرح ہوگا)

سدالذرائع میں غلو سے اجتناب

سو محض احتمالات کی بنا پر اس حدیث کو ترک کرتے ہوئے ان روزوں کی ممانعت سدالذرائع کے باب میں غلو کی مثال ہے۔ آج کے دور میں ہمیں سدالذرائع پر ضرور عمل کرنا چاہیے مگر اس میں غلو سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مثلاً:

۱۔ بعض متقی لوگ سدالذرائع کے پیش نظر یتیموں کا والی بننے سے احتراز کرتے ہیں کہ کہیں ان کے اموال اپنی ضروریات میں استعمال نہ ہوجائیں۔ اس کے نتیجے میں ظالم اور بد دیانت لوگ متولی بن کر ان کا مال کھاجاتے ہیں۔

۲۔ بعض متقی لوگ سدالذرائع کی بنا پر سیاست میں آنے سے کنارہ کش رہتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو غلط سیاست کی آلائشوں سے محفوظ رکھیں مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غنڈے، ان پڑھ اور بددیانت افراد قانون ساز اسمبلیوں میں پہنچ جاتے ہیں جو معاشرے کے لئے زہر قاتل ثابت ہوتے ہیں۔

سدالذرائع کے ذکر پر مشتمل کتب مالکیہ

مالکیہ کے فقہاء علماء نے سدالذرائع کے موضوع پر بہت لکھا ہے۔ اس سے اس ماخذ کو ابتدائی طور پر اختیار کرنے اور کثرت سے اس سے استفادہ کرنے کا ثبوت میسر آتا ہے۔ ہم ذیل میں مالکیہ کی تفسیر، فقہ اور اصول فقہ پر مشتمل ان کتب کا تذکرہ کررہے ہیں جن میں انہوں نے ضمناً سدالذرائع کی تعریف، اقسام، اس کی حجیت کے دلائل اور ان سے اخذ ہونے والے مسائل کا ذکر کیا ہے۔ تاہم اس موضوع پر کوئی مستقل تصنیف نہیں ملتی۔

۱۔	موطا	امام مالک ۱۷۹ھ	(مختلف مقامات پر اس مصدر سے اخذ ہونے والے مسائل کا تذکرہ جیسے کتاب الصیام)
۲۔	المدونۃ الکبری	امام مالک ۱۷۹ھ (بروایت امام سحنون بن سعید تنوخی ۲۵۶ھ)	(جلد سوم کتاب البیوع)
۳۔	مقدمات	ابن رشد ۵۲۰ھ	(جلد سوم۔ کتاب البیوع)
۴۔	بدایۃ المجتھد	ایضاً	(جلد دوم۔ باب فی بیوع الذرائع الربویۃ)
۵۔	احکام القرآن	ابن العربی ۵۴۳ھ	(سدالذرائع سے متعلقہ آیات کی تفسیر میں)
۶۔	المحرر الواجیز	ابن عطیہ ۵۴۶ھ	(ایضاً)
۷۔	الجامع لاحکام القرآن	امام قرطبی ۶۷۱ھ	(ایضاً)
۸۔	الفروق	امام قرافی ۶۸۴ھ	(آٹھواں فرق۔ قاعدہ کے مابین مقاصد اور قاعدہ وسائل)
۹۔	الذخیرۃ	ایضاً	(جلد اول۔ مقدمہ ثانیہ۔ بیسواں باب)
۱۰۔	شرح تنقیح الفصول	ایضاً	(قاعدہ سدالذرائع صفحہ نمبر ۲۰۰)

۱۱- الموافقات امام شاطبی ۷۹۰ھ (جلد دوم- پانچواں مسئلہ)

۱۲- الاعتصام ایضاً (جلد دوم کے آغاز میں قسم ثالث کے بیان میں)

۱۳- جواہر الحسان امام ثعالبی ۸۷۶ھ (سدالذرائع سے متعلقہ آیات کی تفسیر میں)

حنابلہ اور سدالذرائع

حنابلہ نے بھی باقاعدہ سدالذرائع کو ماخذ شریعت مانا اور اپنے مستنبطہ مسائل میں سدالذرائع کو بطور اصطلاح استعمال کیا ہے۔ اس بات کی تائید اصولیین کے درج ذیل اقوال سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ امام ابو زہرہ فرماتے ہیں:

وقد اکثر منه الا مامان مالک واحمد(۱۶)

(اور اس (سدالذرائع) سے کثرت کے ساتھ استدلال کرنے والے دو امام حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل ہیں۔)

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان فرماتے ہیں:

وقد اخذبه الائمة المجتهدون وکان اکثرهم اخذ بهذا المصدر الامام مالک والامام احمد بن حنبل(۱۷)

(اور تحقیق اس ماخذ سے مجتہدین ائمہ کرام نے مسائل اخذ کیے ہیں اور اس مصدر سے کثرت سے مسائل اخذ کرنے والے امام مالک اور امام احمد بن حنبل ہیں۔)

پانی نہ دینے کی صورت میں موت پر دیت کا وجوب

امام احمد بن حنبل کے فتوی کے مطابق سدالذرائع کی ایک اہم مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کھانے یا پینے کا محتاج ہو اور دوسرے آدمی نے اس ضرورت اور احتیاج کے باوجود اس کو کھانے یا پینے کیلئے نہ دیا یہاں تک کہ وہ بھوک اور پیاس سے مر گیا تو اس پر دیت لازم ہو گی اور اس کی وجہ یوں ذکر کرتے ہیں:

فتجب الدیة لذلک ولسدالذریعة الشر والفساد(۱۸)

(شر اور فساد کے دروازے کو بند کرنے کی وجہ سے اس پر دیت لازم ہو گی۔)

بیع عینۃ کی ممانعت

حنابلہ کے ہاں بیع عینۃ کی ممانعت ہے اور اس بیع کی صورت یہ ہے کہ:

اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو سامان دے اور اس کی قیمت وصول کر لے پھر وہی چیز اس سے زیادہ قیمت پر ادھار خرید لے تو بیع عینۃ ہو گی اس کا معنی یہ ہو گا کہ اس نے قرض لیا تا کہ زیادہ کر کے

اس کو لوٹانے۔(۱۹)

حنابلہ کے ہاں سد الذرائع کے باب میں بعض دیگر استنباطات

امام ابن تیمیہ نے اس اصول سے استنباط کیا ہے اور اس کو پسند بھی فرمایا ہے اور وہ اس کو مذہب حنبلی کے خاص امتیازات میں سے شمار کرتے ہیں۔ ہم اس مقام پر چند امثلہ پیش کرتے ہیں:

۱۔ دہشت گردی کے زمانے میں اسلحہ کی فروخت کی ممانعت۔(۲۰)

۲۔ امام احمد بن حنبل خواتین سے مصافحہ کرنا ناپسند جانتے ہیں اور اس میں سختی بھی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ والد کے علاوہ تمام محارم کو بھی مصافحہ کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں۔(۲۱)

۳۔ زکٰوۃ کی ادائیگی سے راہ فرار اختیار کرنے کیلئے مختلف حیلوں کو اپنانے کے باوجود حنابلہ اور مالکیہ زکٰوۃ کے سقوط کے قائل نہیں بلکہ ان کے نزدیک ایسی تمام صورتوں میں زکٰوۃ لازم ہوگی۔(۲۲)

سد الذرائع کے بیان پر مشتمل کتب حنابلہ

حنابلہ کے متاخرین علماء میں سے امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ ان ائمہ کی وہ کتب جن میں ضمناً سد الذرائع کا ذکر آیا ہے، وہ درج ذیل ہیں۔ البتہ اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب تحریر نہیں کی۔

۱۔	مجموع الفتاوی	امام ابن تیمیہ ۷۲۸ھ	(جلد نمبر ۳۲ صفحہ نمبر ۲۲۴-۲۳۱)
۲۔	الفتاوی الکبری	ایضاً	(جلد سوم، صفحہ نمبر ۲۵۶-۲۶۵)
۳۔	اعلام الموقعین	امام ابن قیم ۷۵۱ھ	(جلد سوم۔ العبرۃ فی الشریعۃ بالمقاصد والنیات)
۴۔	اغاثۃ اللھفان	ایضاً	(فصل سد الذرائع صفحہ ۲۷۵-۳۰۴) فصل فی سد الذرائع)

۲۔ سد الذرائع سے بالواسطہ استفادہ کرنے والے مکاتب فکر

اس گروہ میں حنفیہ، شافعیہ، ظاہریہ اور جعفریہ ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا ترتیب سے ذکر کرتے ہیں:

احناف اور سد الذرائع

احناف اصولی طور پر سد الذرائع کے قائل نہیں مگر ان کی کتب میں اس اصول کے مطابق استنباطات اور استدلالات ملتے ہیں۔ امام ابو زہرہ فرماتے ہیں:

وكان دونهما فى الاخذبه الشافعى وابوحنيفة ولكنهما لم يرفضاه جملة ولم يعتبراه اصلاً قائماً بذاته بل كان داخلاً فى الاصول المقررة عند هماكالقياس والاستحسان الخفى(۲۳)

(اور اس (سد الذرائع) سے استدلال کرنے میں امام شافعی اور امام ابوحنیفہ ان دونوں ائمہ (امام مالک اور امام احمد بن حنبل) سے کم ہیں مگر دونوں نے اس اصول کو بالکل ترک نہیں کیا اور انہوں نے باقاعدہ اصل

کے طور پر اسکا اعتبار نہیں کیا مگر ان کے مقرر کردہ اصول جیسے قیاس اور استحسان خفی میں یہ داخل ہے۔)

ہم اس بحث میں احناف کے ہاں سد الذرائع کے اعتبار کے حوالے سے تین طرح سے بحث کریں گے:

۱۔ احناف کے ہاں مسلمہ اصولوں میں سد الذرائع سے استفادہ۔

۲۔ اکابر علماء احناف کا سد الذرائع یا اس کے مترادف لفظ استعمال کرنے کا بیان۔

۳۔ مختلف مسائل میں سد الذرائع کے اصول کے مطابق جہات کا تذکرہ۔

۱۔احناف کے ہاں مسلمہ اصولوں میں اس اصول سے استفادہ

احناف نے قیاس اور استحسان میں سد الذرائع کے اصول کا استعمال کیا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

i۔احناف کا قیاس کے باب میں سد الذرائع کے اصول سے استفادہ

ائمہ اربعہ قیاس کے قائل ہیں مگر احناف قیاس کے استعمال میں سب سے بڑھ کر ہیں۔(۲۴)قیاس کی درج ذیل امثلہ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سد الذرائع کا ضابطہ استعمال ہوا ہے۔(۲۵)

مثال نمبر ۱

اصل: جمعہ کے روز بوقت اذان خرید وفروخت کی ممانعت

علت: نماز کی تیاری میں رکاوٹ اور اس کے فوت ہونے کا باعث

فرع: استئجار، رہن اور نکاح وغیرہ میں مشغولیت

حکم: جس طرح بوقت اذان خرید وفروخت نماز جمعہ کے فوت ہوجانے کا ذریعہ بننے کی وجہ سے منع ہے۔ اسی طرح بوقت اذان نکاح، رہن یا استئجار وغیرہ میں مشغولیت بھی منع ہے۔

احناف نے اس کو قیاس کے تحت ذکر کیا ہے جبکہ مالکیہ اور حنابلہ اس کو سد الذرائع کے تحت ذکر کریں گے کیونکہ نکاح، رہن یا استئجار فی نفسہ جائز ہیں مگر بوقت اذان یہ امور سرانجام دینا نماز جمعہ کے فوت ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ سو نماز جمعہ کے فوت ہونے کے اسباب کے خاتمے کیلئے سد الذرائع کے طور پر ایسا کرنا منع ہوگا۔

مثال نمبر ۲

اصل: ایک بھائی کی بیع پر دوسرے کی بیع اور ایک کی منگنی پر دوسرے کی منگنی کی ممانعت

علت: دوسرے کی حق تلفی اور اس کی ایذا رسانی اور باہمی عداوت و بغض

فرع: اپنے بھائی کی اجرت پر لی ہوئی چیز کو خود اجرت پر لینا

حکم: جس طرح ایک شخص کی بیع پر دوسرے شخص کی بیع اس کی حق تلفی کے باعث منع ہے اسی طرح ایک شخص کی اجرت پر لی ہوئی چیز کو خود اجرت پر لینا بھی منع ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا اجرت پر لینا فی نفسہ جائز ہے مگر اجرت پر لی ہوئی چیز کو اگر کوئی اور شخص اجرت پر لے لے تو اس سے پہلے اجرت پر لینے والے کی حق تلفی ہوگی۔ سو حق تلفی کے دروازے کو بند کرتے ہوئے سدالذرائع کے پیش نظر ایسا کرنا منع ہے۔

ii۔ احناف کا استحسان کے باب میں سد الذرائع سے استفادہ

استحسان کی تعریف میں امام سرخسی نے فرمایا ہے:

ترک القیاس والاخذبما ھو اوفق للناس(۲۶)

(قیاس کو چھوڑنا اور لوگوں کے زیادہ موافق چیز کو لے لینا)

سواس چیز کو لے لینا جو اگرچہ قیاس کے خلاف ہے مگر لوگوں کے زیادہ موافق ہے اس کو استحسان کا نام دیا گیا ہے۔ اور اسی چیز کو مالکیہ اور حنابلہ سدالذرائع اور مصالح مرسلہ کے تحت لے کر آتے ہیں۔

امام ابوزہرہ استحسان کی چار اقسام بیان فرماتے ہیں(۲۷)

۱۔ عرف کی بنا پر قیاس کا ترک

۲۔ اجماع کی بنا پر ترک

۳۔ مصلحت کی بنا پر ترک

۴۔ سہولت پہنچانے اور مشقت دور کرنے کی بنا پر ترک

استحسان کی تیسری اور چوتھی قسم سدالذرائع اور مصالح مرسلہ کا دوسرا نام ہے۔ اس کی وضاحت ذیل کی مثال سے ہوجاتی ہے۔

استحسان مصلحت کی مثال

اگر اجیر مشترک کے پاس لوگوں کا سامان ہلاک ہوجائے تو اس کو چیز کے ہلاک ہونے کی بنا پر ضامن ٹھہرایا جائے گا۔ ہاں اگر وہ ہلاکت ایسی قدرتی آفت کے سبب سے ہوئی جس سے بچنا ممکن نہ ہو تو ضامن نہیں ہوگا۔(۲۸)

یہ مثال سدالذرائع کے تحت بھی آسکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر اجیر مشترک کو ایک چیز کی ہلاکت کی بنا پر ضامن نہ ٹھہرایا جائے تو وہ لوگوں کے سامان کی حفاظت نہیں کرے گا اور ان کے ساتھ

دھوکہ بھی کرے گا۔ سو سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر اس شخص کو ضامن ٹھہرایا جائے گا تاکہ دھوکہ اور فراڈ کا دروازہ بند کیا جاسکے اور یہی مثال استحسان کے تحت یوں ہوگی کہ قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اجیر مشترک ضامن نہ ٹھہرے کیونکہ ضائع ہونے والی چیز امانت ہے اور امانت کے ضیاع پر ضمان نہیں ہوتا۔ مگر خلاف قیاس استحساناً اس اجیر مشترک کو ضامن ٹھہرایا جائے گا۔ احناف نے اجیر مشترک کیلئے استحسان کے تحت جو حکم لگایا ہے وہی حکم سد الذرائع کے ضابطے کے مطابق بھی بنتا ہے۔

استحسان مصلحت کی ایک اور مثال

اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں اس طرح تصرف کرے کہ اس سے اس کے پڑوسی کو بہت زیادہ نقصان پہنچے تو اس کا یہ تصرف ناجائز ہے۔ احناف کے نزدیک یہ مثال استحسان مصلحت کے تحت یوں ہوگی کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس شخص کا یہ تصرف جائز ہونا چاہیے کیونکہ اسے اپنی ہی ملکیت میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے مگر مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے استحساناً اس کا یہ تصرف ناجائز ہوگا۔

اسی چیز کو ڈاکٹر فتحی الدرینی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ترک ذلک استحسانا لاجل المصلحة (۲۹)

(اس (تصرف) کو مصلحت کی وجہ سے استحساناً ترک کردیا گیا)

اور یہ مثال سد الذرائع کے تحت یوں ذکر ہوگی کہ اگر اس شخص کو اس کی اپنی اشیاء میں اس طرح کے تصرف کی اجازت دے دی جائے تو اس کے پڑوسی کو نقصان پہنچے گا تو سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر اس شخص کو تصرف کی اجازت نہیں دی جائے گی تاکہ دوسروں کو نقصان پہچانے کا دروازہ بند کردیا جائے۔

ان مثالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو حکم احناف نے استحسان کے باب میں لگایا ہے وہی حکم سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو ایسے تصرف کی اجازت نہیں ہے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے۔

۲۔ اکابر فقہائے احناف کا سد الذرائع یا اس کا مترادف لفظ اختیار کرنا

اگرچہ متقدمین احناف نے صراحتہً سد الذرائع کا لفظ یا اس کا مترادف جیسے قطع الذریعہ یا سد الباب وغیرہ استعمال نہیں کیا مگر متاخرین میں سے اکابر علمائے احناف نے کتاب وسنت کی وضاحت کرتے ہوئے ایسے الفاظ کا باقاعدہ استعمال بھی کیا ہے۔ ان کا یہ طریقہ کار سد الذرائع کی حجیت کو باقاعدہ ماننے کے مترادف ہے۔ اس ضمن میں چند ایک حوالہ جات درج ذیل ہیں:

امام عینی کے ہاں لفظ قطع الذریعہ کا استعمال

امام بدالدین عینی صحیح بخاری کی اس حدیث " لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد"(۳۰)کی یوں وضاحت فرماتے ہیں:

ویستفاد منه ان قوله صلی اللہ علیه وسلم هذا من باب قطع الذریعة لئلایعبدقبره الجهال كما فعلت الیهود والنصاری بقبور انبیائهم(۳۱)

(اس حدیث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذریعہ کو ختم کرنے کے باب میں سے ہے تاکہ ان کی قبر کی جاہل لوگ عبادت کرنا شروع نہ کردیں۔ جیسا کہ یہود اور نصاری نے اپنے انبیاء کی قبور کے ساتھ کیا۔)

گویا امام بدالدین عینی نے حضور ﷺ کی اس حدیث کو قطع الذریعة کے باب میں سے قرار دیا جو کہ سد الذرائع کا مترادف ہے۔

ملا علی قاری کا سد الذرائع کے اہم ضابطوں کو فقہ حنفی کے موافق قرار دینا

حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی مروی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے ابن اللتبیة کو عامل بنا کر بھیجا اور واپسی پر انہوں نے مال کے دو ڈھیر کردیئے اور کہا یہ زکوۃ کی رقم ہے اور یہ میرے ہدایا ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبے میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

وہ اپنی ماں یا اپنے باپ کے گھر یوں نہیں بیٹھ جاتا، پھر وہ دیکھیں گے کہ ان کی طرف کوئی تحفہ آتا ہے یا نہیں(۳۲)

صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کے اس حصے پر امام خطابی کا یہ استدلال بھی نقل کرتے ہیں:

ان کل امر یتذرع به الی محظورفھو محظور(۳۳)

(بلاشبہ ہر امر جو کسی ناجائز کا ذریعہ بنے وہ بھی ناجائز ہے۔)

مشہور حنفی محدث وفقیہ ملا علی قاری امام خطابی کے اس بیان کردہ ضابطے کے بارے میں فرماتے ہیں:

فھوموافق لمذھبنا ومذھب الشافعی لان من القواعد المقررة ان للوسائل حکم المقاصد فوسیلة الطاعة طاعة ووسیلة المعصیة معصیة(۳۴)

(سو یہ ہمارے مذہب اور امام شافعی کے مذہب کے موافق ہے کیونکہ ثابت شدہ قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ وسائل کیلئے بھی مقاصد کا حکم ہی ہے۔ سو طاعت کا وسیلہ طاعت ہے اور معصیت کا وسیلہ معصیت ونافرمانی ہے۔)

ملاعلی قاری نے سد الذرائع کے اس ضابطے کو احناف اور شوافع دونوں کا موقف قرار دیا ہے اور پھر انہوں نے للوسائل حکم المقاصد کو ثابت شدہ قواعد میں شمار کیا اور اسی ضابطے پر سد الذرائع کی بنیاد ہے جیسا کہ امام ابن قیم نے اسی عنوان سے اس موضوع پر طویل ترین بحث کو شروع کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا سد الذرائع کے ضابطے سے استدلال

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

دلیل است بر آنکہ ہر کاریکہ وسیلہ کردہ شود وسیلہ خود بوئے بسوئے امرے حرام پس وے حرام است زیرا کہ وسائل را حکم مقاصد است پس ہرچہ وسیلہ امر حرام است آن نیز حرام وازیں جہت آمدہ است کہ ہر قرضے کہ بان منفعتے حاصل شود ربوٰ است(۳۵)

(یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ہر وہ کام جو حرام کام کا وسیلہ ہو وہ بھی حرام ہے کیونکہ وسائل کیلئے مقاصد کا حکم ہوتا ہے سو ہر وہ چیز جو حرام کا وسیلہ ہے وہ بھی حرام ہے اور اسی جہت سے یہ ضابطہ بھی ہے کہ ہر وہ قرض جو نفع کا سبب ہو وہ سود ہے۔)

علامہ آلوسی کے ہاں سد الباب کے لفظ کا استعمال

علامہ محمود احمد آلوسی بڑے اہم علماء احناف اور مفسرین میں سے شمار ہوتے ہیں۔ وہ قرآن کی اس آیت:

یایها الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا ولکافرین عذاب الیم(۳۵) کے تحت فرماتے ہیں:

نهی المؤمنون سدا للباب وقطعاً للالسنة وابعاداً عن المشابهة(۳۷)

(مومنوں کو (اس لفظ راعنا کے استعمال سے) روک دیا گیا دروازے کو بند کرنے، زبانوں کو بند کرنے اور (یہود کی) مشابہت سے دور کرنے کیلئے۔)

گویا وہ لفظ جس کو یہود غلط معنی میں استعمال کرتے ہیں اور مسلمان درست معنی میں ہی استعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سد الذرائع کے طور پر مومنوں کو بھی اس لفظ کے استعمال کرنے سے روک دیا ہے۔ علامہ آلوسی اس کیلئے سد الباب کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو کہ سد الذرائع کا مترادف لفظ ہے۔

مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے ہاں سد اللذریعۃ کا استعمال

حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے موطا امام مالک میں روایت ہے:

کان ینهی عن القبلة والمباشرة للصائم(۳۸)

(روزہ دار کو بوسہ اور مباشرت سے منع کرتے تھے)

اس کی شرح میں مولانا محمد زکریا کاندھلوی فرماتے ہیں:

وذلک یحتمل ان یکون لانه یری کراھتھماللصائم او ینھی سداً للذریعة(۳۹)

(اور یہ ممانعت اس چیز کا احتمال رکھتی ہے کہ وہ روزہ دار کیلئے دونوں کاموں کی کراہت کا عقیدہ رکھتے تھے یا سد ذریعہ کے اعتبار سے منع کرتے تھے۔)

اس میں بڑے واضح انداز میں مولانا کاندھلوی نے سد اللذریعہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور حضرت ابن عمرؓ کے فرمان کی توجیہ اس ضابطے کے تحت کی ہے۔

۳۔ مختلف مسائل میں سد الذرائع کے اصول کے مطابق توجیہات کا تذکرہ

سد الذرائع میں بنیادی طور پر فتنہ وفساد کی طرف جانے والے راستوں کو بند کرنا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے قرآن وسنت نے بہت سے احکامات بیان کیے ہیں۔ احناف نے بھی ایسے بہت سے احکامات اور اس کی توجیہات سد الذرائع کے اصول کے مطابق کی ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

احناف کے ہاں کتابیہ سے نکاح کی ممانعت

جب حضرت حذیفہؓ بن یمان نے مدائن میں ایک یہودی خاتون سے شادی کی تو عمر فاروقؓ نے انہیں اس بیوی کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ اس پر انہوں نے پوچھا کہ کیا ایسا کرنا حرام ہے؟ تو اس پر آپ نے فرمایا میرا خط نیچے رکھنے سے پہلے اس کو چھوڑدو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ مسلمان بھی آپ کی پیروی کریں گے۔ سو وہ اہل ذمہ کی خواتین کو ان کے جمال کی وجہ سے ترجیح دیں گے اور یہ بات مسلمان خواتین کیلئے فتنہ کے اعتبار سے کافی ہے۔(۴۰)

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد امام محمد فرماتے ہیں:

وبه ناخذلانراه حراماولکننانری ان یختارعلیھن نساء المسلمین وھو قول ابی حنیفة رحمه اللہ(۴۱)

(اور اسی چیز کو ہم نے اختیار کیا ہے ہم اس کو حرام قرار نہیں دیتے مگر مسلمان خواتین کو ان پر ترجیح دینی چاہیے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔)

اس موقف کی بنیاد بھی سد الذرائع ہے مگر اس کو حرام قرار نہیں دیا گیا اور ویسے بھی ہر حکم کو سد الذرائع کے تحت حرام قرار دینا ضروری نہیں اور جو چیزیں حرام قرار دی جاتی ہیں ان کی حرمت بھی ظنی ہوتی ہے۔

اوائل میں شراب کے برتنوں کو توڑنے کا حکم

امام ابوبکر جصاص غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے مارنے کے ساتھ جلاوطنی کی وجہ تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس جلاوطنی کو اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ وہ لوگ زمانہ جاہلیت کی بری عادتوں سے

تازہ تازہ الگ ہوئے تھے اس لئے ان کی عادت کو ختم کرنے کیلئے ایک سال جلاوطنی کا فیصلہ فرمایا گیا جس طرح شراب کی حرمت کے ابتدائی زمانے میں شراب کے مشکوں اور برتنوں کو بھی توڑنے کا حکم دیا گیا:

لانه ابلغ فی الزجر واحری بقطع العادة(۴۲)

(کیونکہ یہ زجر و توبیخ میں بلیغ تر اور عادۃ کو ختم کرنے کیلئے لائق تر ہے۔)

اس مقام پر بھی امام جصاص نے ان احکامات کی توجیہ سدالذرائع کے مفہوم کے مطابق کی ہے تاکہ برائی کا راستہ ختم کردیا جائے۔

آوارہ لوگوں سے بچنے کیلئے جوان خواتین کو چہرہ چھپانے کا حکم

امام ابوبکر جصاص فرماتے ہیں کہ اس آیت (یدنین علیھن من جلابیبھن) میں دلیل ہے کہ جوان عورتوں کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانا چاہیے:

لئلا یطمع اھل الریب فیھن(۴۳)

(تاکہ آوارہ لوگوں کے دلوں میں ان کے بارے میں بری خواہش پیدا نہ ہو۔)

یہاں پر بھی سدالذرائع کے مفہوم کے مطابق آیت کی تشریح کی گئی ہے۔

آفیسرز اور ججز کیلئے تحفے۔ رشوت کے مترادف

امام سرخسی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ آپس میں تحفے دو اور باہم محبت رکھو لیکن یہ فرمان عام لوگوں کے حق میں ہے۔ جو لوگ قاضی اور والی مقرر ہوتے ہیں ان پر تحفے قبول کرنے سے احتراز ہے خاص طور پر ان لوگوں سے جو یہ منصب سنبھالنے سے پہلے ہدیئے اور تحفے نہیں دیا کرتے تھے اور آخر میں فرماتے ہیں:

وھو نوع من الرشوة(۴۴)

(اور یہ تحفے رشوت کی قسم ہے۔)

یہ بھی سدالذرائع کے طور پر ہے اور ہدیہ کے نام پر رشوت کو روک کر رشوت ختم کرنے کا اہم ضابطہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس بحث میں امام سرخسی نے احادیث کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

عورت کو اکیلے سفر کرنے کی ممانعت

امام سرخسی فرماتے ہیں کہ عورت کو عدت کے دوران اور محرم نہ ہونے کی وجہ سے سفر حج سے منع کردیا گیا کیونکہ:

المراة عرضة للفتنة وباجتماع النساء تزداد الفتنة ولاترتفع انما ترتفع بحافظ یحفظھا ولا یطمع فیھا وذلک المحرم(۴۵)

(عورت فتنہ کا محل ہے اور عورتوں کے زیادہ ہونے سے فتنہ بڑھے گا اور ختم نہ ہوگا اور یہ فتنہ صرف محافظ کی وجہ سے ہی اٹھ سکتا ہے جو صرف حفاظت کرتا ہے اور خود ان میں خواہش نہیں رکھتا اور وہ محرم ہی ہوسکتا ہے۔)

امام سرخسی دیگر خواتین کے ساتھ سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتےاور اس کی وجہ سدالذرائع کے اصول کے مطابق فتنہ سے محفوظ رہنا بیان کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ امام مالک نے ان بیوہ خواتین کو عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفرحج کرنے کی اجازت دی ہے جن کا کوئی محرم نہ ہو یا محرم تو ہو مگر اس کو ساتھ لے جانے کی استطاعت نہ ہو۔(۴۶)

خواتین کو زیارت قبور کی ممانعت

امام بدرالدین عینی زیارت قبوروالی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وحاصل الکلام من هذا کله ان زیارة القبور مکروهة للنساء بل حرام فی هذا الزمان ولا سیمانساء مصرلان خروجهن علی وجه فیه الفساد والفتنة(۴۷)

(اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قبور کی زیارت خواتین کیلئے مکروہ ہے بلکہ اس زمانے میں حرام ہے اور بالخصوص مصر کی خواتین (کیلئے) کیونکہ ان کا باہر نکلنا فساد اور فتنہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔)

امام عینی کی اس عبارت کی بنیاد بھی سدالذرائع پر ہے اور وہ زمانے کے فتنہ وفساد کی وجہ سے خواتین کیلئے زیارت قبور کو حرام قرار دیتے ہیں۔

فتنہ کے خوف سے جوان خواتین کو سلام کرنے کی ممانعت

امام عینی فرماتے ہیں کہ جوان عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے کیونکہ جوان عورتوں سے گفتگو کرنے میں نظر بھٹک جانے اور شیاطین کے پھسلانے کا خدشہ ہوتا ہے۔(۴۸)

امام نووی فرماتے ہیں کہ کوفی فقہاء (احناف) کا موقف یہ ہے:

لایسلم الرجال علی النساء اذالم یکن فیهن محرم(۴۹)

(جب عورتوں میں کوئی محرم نہ ہو تو مرد عورتوں کو سلام نہ کریں۔)

احناف کی یہ بات بھی سدالذرائع کے اصول کے مطابق ہے کیونکہ ایسا کرنے سے فتنہ وفساد پھیلنے کا خدشہ ہوسکتا ہے۔

چست اور باریک لباس پہننے والی عورت کو دیکھنے کی ممانعت

امام ابن عابدین فرماتے ہیں کہ اگر عورت نے اتنا چست لباس پہنا ہو کہ وہ اس کے جسم کی ساخت کو ظاہر کرتا ہو یا اتنا باریک کہ اس سے جسم کی ساخت ظاہر ہوتی ہو تو اس صورت میں اس کے

جسم کی طرف دیکھنا جائز نہیں بلکہ اپنی نگاہیں نیچے جھکانی چاہییں (۵۰)

اس کی بنیاد بھی سد الذرائع ہے کہ ایسی صورت میں عورت کی طرف دیکھنا زیادہ فتنہ کا سبب بن سکتا ہے۔

صالحہ عورت کو فاجرہ کے سامنے بے پردہ ہونے کی ممانعت

امام ابن عابدین فرماتے ہیں کہ صالحہ عورت کو چاہیے کہ اس کی طرف فاجرہ عورت نہ دیکھے کیونکہ وہ اس نیک خاتون کے حسن کا آدمیوں کے سامنے چرچا کرے گی سو نیک عورت کو ایسی فاحشہ عورت کے سامنے اپنی اوڑھنی اور چادر کو بھی نہ اتارنا چاہیے۔(۵۱)

اس بات کی بنیاد انتہائی لطیف ترین سد الذرائع پر ہے مگر انہوں نے اس اصطلاح (سد الذرائع) کا نام ذکر نہیں کیا۔

مطلقہ عورت کا وارث ہونا

احناف کے نزدیک بھی حالت مرض میں طلاق شدہ عورت وراثت میں حصہ دار بنے گی کیونکہ خاوند کا مقصد اس کو نقصان پہنانا تھا۔ اس مسئلہ کی بنیاد بھی سد الذرائع پر ہے مگر احناف اسے اس عنوان کے تحت ذکر نہیں کرتے۔(۵۲)

شوافع اور سد الذرائع

شوافع بھی اصولی طور پر سد الذرائع کے قائل نہیں مگر احناف کی طرح ان کی کتب میں بھی اس اصول سے استفادے کا ذکر موجود ہے۔ امام ابوزہرہ فرماتے ہیں:

واما كتب المذاهب الاخرى فانها لم تذكرها بعنوان ولكن مايشمل عليه هذاالباب مقررفى الفقه الحنفى والشافعى(۵۳)

(اور دیگر مذاہب کی کتب میں سد الذرائع کے عنوان کے تحت تذکرہ نہیں ہے مگر یہ باب جس مفہوم پر مشتمل ہے وہ فقہ حنفی اور شافعی میں ثابت ہے۔)

یہاں پر بھی ہم احناف کی طرح شوافع کے حوالے سے تین اعتبارات سے بحث کریں گے۔

۱۔شوافع کے ہاں مسلمہ اصول میں سد الذرائع سے استفادہ

شوافع قیاس میں اس اصول سے استفادہ کرتے ہیں۔

امام ابوزہرہ کے مطابق سب سے پہلے قیاس کے اصول بنانے والے امام شافعی ہیں (۵۴)

شوافع نے قیاس کی امثلہ میں سد الذرائع کے اصول کو اپنایا ہے۔ چند ایک امثلہ درج ذیل ہیں:

قلیل نبیذ کو قلیل خمر پر قیاس کرتے ہوئے حرام قرار دینا

شوافع کے ہاں قلیل نبیذ اگرچہ وہ مسکر نہ ہو قلیل خمر کی حرمت پر قیاس کرتے ہوئے حرام ہے۔
امام غزالی اس کی وجہ یوں تحریر کرتے ہیں:

ذلک منه یدعو الی کثیره (۵۵)

(یہ (نبیذ کی کم مقدار) کثیر کی طرف دعوت دیتی ہے۔)

یہ قیاس سد الذرائع کے اصول کے عین مطابق ہے اور اس کے بعد امام غزالی نے جو مثال دی ہے وہ بھی سد الذرائع کی ہے:

اذا الخلوة لما کانت داعیة الی الزنا حرمها الشرع کتحریم الزنا (۵٦)

(خلوت جبکہ وہ زنا کی طرف لے جانے والی ہو شریعت نے اس کو زنا کی طرح حرام قرار دیا۔)

گویا امام غزالی نے قلیل نبیذ کو قلیل خمر پر قیاس کرتے ہوئے حرام قرار دینے کی مناسبت سے خلوت والی مثال کا تذکرہ کیا۔ شوافع نے یہ مثال قیاس کے باب میں ذکر کی ہے اور قلیل نبیذ کو حرام قرار دیا ہے جبکہ سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر اگر غور کیا جائے تو یہی حکم ثابت ہوتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ شوافع نے اس حرمت کا حکم بیان کرتے ہوئے سد الذرائع کی اصطلاح استعمال نہیں کی۔

زخمی ہونے کی حالت کو حالت غضب میں فیصلہ نہ کرنے پر قیاس کرنا

امام غزالی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ قاضی حالت غضب میں فیصلہ نہ کرے اور اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ غصہ انسان کے عقل وشعور پر اثر انداز ہوتا ہے جس کی وجہ سے قاضی درست فیصلہ نہیں کر پاتا اور عقل وشعور کے متاثر ہونے کی علت، پیاس، اور زیادہ زخمی ہونے کی حالت میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس لئے حالت غضب پر قیاس کرتے ہوئے ان حالتوں میں بھی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

شوافع نے اس بات کو قیاس کے باب میں ذکر کیا ہے اور قیاس کی بنیاد پر پیاس اور زخمی حالت میں فیصلہ نہ کرنے کا حکم لگایا ہے اور یہی حکم سد الذرائع کے اصول کے تحت بھی ثابت ہے کہ ان حالات میں فیصلہ کرنے سے ظلم کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ سو سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر ظلم کے اس دروازے کو بند کر دیا گیا۔ فرق صرف یہ ہے کہ شوافع نے مذکورہ حکم کو ثابت کرنے کیلئے سد الذرائع کی اصطلاح کو استعمال نہیں کیا۔

ایک جان کے بدلے جماعت کے قتل پر اعضاء کے قتل کو قیاس کرنا

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے قتل کے بدلے قاتلین کے گروہ کو قتل کیا جائے گا اور

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس گروہ کو زندہ چھوڑ دیا جائے تو معاشرے میں لوگوں کی حفاظت ناممکن ہو جائے گی۔ اس طرح اگر کوئی گروہ مل کر کسی شخص کے کسی عضو کو تلف کر دے تو اس صورت میں تمام گروہ کے اعضاء کو تلف کیا جائے گا۔ امام غزالی نے اطراف کے تلف کو ایک نفس کے قتل پر قیاس کرتے ہوئے یہ حکم لگایا ہے کہ کسی شخص کے اطراف کو تلف کرنے پر بھی پورے گروہ کے اطراف کو تلف کیا جائے گا تاکہ انسانی جانوں اور انسانی اعضاء کو تلف ہونے سے بچایا جا سکے۔(۵۷)

اور یہ حکم سد الذرائع کے اصول کے تحت ثابت ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر گروہ کے اطراف کو قصاص میں نہ کاٹا جائے تو اس سے کئی لوگوں کی جانیں اور ان کے اعضاء کے تلف کرنے کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ لہذا سد الذرائع کے اس اصول کے پیش نظر اس گروہ کے اعضاء کو قصاصاً قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ فرق صرف یہ ہے کہ شوافع نے یہی حکم ثابت کیا مگر سد الذرائع کی اصطلاح کو استعمال نہیں کیا۔

۲۔ اکابر شوافع کے ہاں لفظ سد الذرائع یا اس کے مترادف کا استعمال

متقدمین شوافع کے ہاں سد الذرائع کے لفظ کا استعمال نہیں ہوا مگر ان کے متاخرین علماء نے اس لفظ یا اس کے مترادف لفظ کو استعمال کیا ہے:

امام نووی کے ہاں سد الباب کے لفظ کا استعمال

امام نووی فرماتے ہیں:

وبان النظر مظنة الفتنة وهومحرك للشهوة فاللائق بمحاسن الشرع سدالباب فيه(۵۸)

(اور نظر فتنہ کا محل ہے اور وہ شہوت کی محرک ہے۔ سو شریعت کے محاسن کا تقاضا اس (اٹھنے والی بری نظر) کا دروازہ بند کرنا ہے)

امام نووی نے نظر کی ممانعت کو سد الباب سے تعبیر کیا ہے جو کہ سد الذرائع کا متبادل لفظ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے ہاں سد الذرائع کے لفظ کا استعمال

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مختلف مقامات پر اس لفظ کا استعمال کیا ہے۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لاعدوی ولا طیرة اور فر من المجزوم والی احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

واما الامر بالفرار من المجزوم فمن باب سدالذرائع(۵۹)

(اور مجزوم سے دور رہنے کا حکم سد الذرائع کے باب میں سے ہے۔)

اگر کوئی شخص مجزوم کے قریب جاتا ہے تو جزام کی مرض اس کو مجزوم سے منتقل نہیں ہوتی بلکہ

اگر ایسا ہو بھی تو تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے اس کے باوجود مجزوم سے دور رہنے کا حکم سد الذرائع کے پیش نظر ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصاویر کی حرمت والی حدیث کی تشریح میں اس انداز میں سد الذرائع کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے:

فحذر النبی صلی اللہعلیه وسلم عن مثل ذلک سداً للذریعة المؤدیة الیٰ ذلک(۶۰)

(سو نبی اکرم ﷺ نے اس طرح کی چیزوں سے سد الذرائع کے طور پر ڈرایا ہے جو ان (تصاویر کی عبادت) تک پہنچانے والا ہو۔)

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی تلوار کو ننگا رکھنے کی ممانعت والی حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

وتحریم تعاطی الاسباب المفضیة الی اذیته بکل وجه وفیه حجة للقول بسدالذرائع(۶۱)

(اور ایسے اسباب اختیار کرنے کو حرام قرار دینا جو کسی بھی طرح کی اذیت کا باعث ہوں اور اس میں سد الذرائع کے قول کی حجت کا بیان ہے۔)

ان تمام مقامات پر حافظ ابن حجر عسقلانی نے بڑی صراحت کے ساتھ سد الذرائع کا لفظ استعمال کیا ہے۔

امام جلال الدین محلی کے ہاں حسماً للباب کے لفظ کا استعمال

امام جلال الدین محلی عورتوں کے بناؤ سنگار کی ممانعت والی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو اجنبی عورت کے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف دیکھنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اس کی وجہ امام جلال الدین محلی حسماً للباب (۶۲) کے الفاظ کے ساتھ فرماتے ہیں جو کہ سد الذرائع کا ہم معنی ہے۔

۳۔ مختلف مسائل کی سد الذرائع کے اصول کے مطابق توجیہات

شوافع کے ہاں بہت سے ایسے مسائل کا تذکرہ ہے جس میں انہوں نے سد الذرائع کے اصول کے مطابق ان کی توجیہات کی ہیں۔ ہم ذیل میں چند مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں:

فتنہ کے خوف سے سبب عورت کا بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کی ممانعت

امام شافعی فرماتے ہیں:

فکان النساء مامورات بالستر فان لایسمع صوت المراۃ احد اولی بها واسترلهافلا ترفع المراۃ صوتهابالتلبیة وتسمع نفسها(۶۳)

(سو خواتین کو ستر کا حکم ہے کہ کسی شخص کا عورت کی آواز کو نہ سننا ان خواتین کے حق میں

بہتر اور زیادہ ستر کا باعث ہے۔ سو عورت اپنی آواز تلبیہ کے وقت بلند نہ کرے اور صرف اپنے آپ کو سنائے۔)

سو عورت کو فتنہ سے محفوظ رکھنے کیلئے سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر اس کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے سے روک دیا گیا۔

بغیر ضرورت امرد کی طرف دیکھنے کی ممانعت

امام ابو اسحاق شیرازی فرماتے ہیں:

ولا یجوز النظر الی الامرد من غیر حاجة لانه یخاف الافتتان به کما یخاف الافتتان بالمراة (٦٤)

(اور امرد کو (بے ریش لڑکا) بغیر ضرورت دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس (دیکھنے) سے عورت کی طرح فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے) امرد کی طرف نہ دیکھنے کا حکم بھی سد الذرائع کے پیش نظر ہے تا کہ اسے دیکھنے والے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ یہاں بھی شوافع نے یہ حکم سد الذرائع کے اصول کے مطابق بیان کیا ہے۔ مگر سد الذرائع کے لفظ کو استعمال نہیں کیا۔

اجنبی عورت کے جسم کو چھونے کی حرمت

امام شرف الدین نووی فرماتے ہیں:

حیث حرم النظر حرم المس بطریق الاولی لانه ابلغ لذة (٦٥)

(اگر اجنبی عورت) کو دیکھنا حرام ہے تو اسے مس کرنا بدرجہ اولی حرام ہے کیونکہ اسے چھونا بہت زیادہ لذت کا باعث ہے۔)

اجنبی عورت کو مس کرنے کی ممانعت سد الذرائع کے پیش نظر ہے تا کہ کوئی شخص کسی قسم کے فتنے میں مبتلا نہ ہو۔ یہ حکم بھی سد الذرائع کی بنا پر ہے مگر شوافع نے اس اصطلاح کو استعمال نہیں کیا۔

دستک کے وقت عورت کو سخت آواز سے جواب دینے کا حکم

امام شرف الدین نووی فرماتے ہیں:

واذا قرع بابها فینبغی ان لاتجیب بصوت رخیم بل تغلظ صوتها (٦٦)

(اور جب کوئی شخص عورت کے دروازے پر دستک دے تو وہ نرم آواز سے جواب نہ دے بلکہ سخت آواز سے جواب دے۔)

عورت کا سخت آواز سے دستک دینے والے شخص کو جواب دینا سد الذرائع کے اصول کے پیش نظر ہے تا کہ کسی قسم کا فتنہ پیدا نہ ہو۔ یہ حکم بھی سد الذرائع کی بنا پر ہے مگر شوافع نے اس اصطلاح کو

استعمال نہیں کیا۔

حالت فتنہ میں عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھنے کی ممانعت

امام شرف الدین نووی فرماتے ہیں:

فیحرم نظرہ الی عورتہامطلقاً والی وجھھا وکفیھاان خاف فتنۃ(٦٧)

(آدمی کو عورت کی پوشیدہ چیزوں کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف بھی حالت فتنہ میں دیکھنا حرام ہے۔)

آدمی کا عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کو حالت فتنہ میں دیکھنا سدالذرائع کے پیش نظر منع ہے تاکہ فتنہ کا دروازہ بند کیا جائے۔ اس مقام پر بھی شوافع نے سدالذرائع کی اصطلاح استعمال نہیں کی۔

مسلمان خواتین کو کافر خواتین سے بے پردگی کی ممانعت

امام جلال الدین محلی فرماتے ہیں:

فلایجوز للمسلمات الکشف لھن(٦٨)

(سو مسلمان خواتین کے لئے ان (کافر خواتین) کے سامنے ستر کھولنا جائز نہیں۔)

سدالذرائع کی بنیاد پر مسلمان خواتین کو کافر خواتین کے سامنے ستر نہ کھولنے کا حکم دیا گیا تاکہ وہ فتنہ و شر سے محفوظ ہوسکیں۔ یہاں پر بھی یہ حکم سدالذرائع کے اصول کے مطابق ہے مگر شوافع نے اس کی اصطلاح بیان نہیں کی۔

ظاہریہ اور سدالذرائع

ظاہریہ قیاس اور قیاس پر مبنی مصادر کے قائل نہیں ہیں۔ امام ابن حزم اسی بنا پر رائے اور قیاس پر مبنی سدالذرائع کا انکار کرتے ہیں۔ وہ اصول فقہ پر اپنی کتاب الاحکام کے چونتیسویں باب "فی الاحتیاط وقطع الذرائع والمشتبہ" میں فرماتے ہیں:

ذھب قوم فی تحریم اشیاء من طریق الاحتیاط وخوف ان یتذرع منھا الی الحرام والبحت(٦٩)

(لوگوں کی ایک جماعت نے بطریق احتیاط بعض اشیاء کو حرام قرار دیا ہے۔ مبادا وہ خالص حرام کا ذریعہ بن جائیں)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

حرم المشتبھۃ وافتی بذلک وحکم بہ علی الناس فقد زاد فی الدین مالم یاذن بہ اللہ تعالی وخالف النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستدرک علی ربہ تعالی بعقلہ اشیاء

من الشریعة(۷۰)

(اور جو شخص مشتبہات کی حرمت کا فتوی صادر کرتا ہے وہ خدا کے حکم کے بغیر دین میں اضافہ کرنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اپنی عقل کے بل بوتے پر(معاذاللہ) اللہ تعالی کی طرف سے کسی کمی کو پورا کرتے ہوئے اسلام میں چند چیزیں معرض وجود میں لاتا ہے۔)

امام ابن حزم اس مسئلہ میں مخالفین پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حرمت وحلت ظن کی بنا پر ثابت نہیں ہوتی۔ جو ذرائع کے پیش نظر کسی چیز کو حرام قرار دیتا ہے وہ بناء بر ظن اس کی حرمت کا فیصلہ صادر کرتا ہے اور امام ابن حزم ایک مقام پر محض احتیاط کی بنا پر کسی چیز کو حرام قرار دینے کا رد کرتے ہوئے تین امثلہ دیتے ہیں:

i۔ اپنے غلاموں کو خصی کردیں مبادا وہ زناکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

ii۔ کفر میں مبتلا ہونے کے خوف سے ان لوگوں کو قتل کردیں۔

iii۔ انگوروں کے درختوں کو کاٹ ڈالے تاکہ ان سے شراب نہ بنائی جائے۔

(الف) جن لوگوں نے بعض مشتبہات کی حرمت کا فتوی دیا ہے وہ بھی انہیں حرام قطعی تصور نہیں کرتے بلکہ احتیاط پر مبنی قرار دیتے ہیں۔

(ب) دوسری بات یہ ہے کہ کسی چیز کے حرام کا ذریعہ بننے میں غلبہ ظن اور کثرت وقوع پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ قلیل الوقوع کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اس لئے ان امثلہ کے مطابق خصی کرنا، قتل کرنا یا انگوروں کو کاٹنا درست نہیں ہے کیونکہ محض احتمال کی بنا پر قاعدہ سدالذرائع استعمال نہیں ہوتا۔

(ج) اس سلسلہ میں تیسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ جو علماء سدالذرائع کے نظریہ کو تسلیم کرتے ہیں انہوں نے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ بعض امور کو قصداً اس لئے انجام دیا جاتا ہے کہ انہیں حرام کے ارتکاب کا ذریعہ بنایا جائے۔ مثلاً:

i۔ ایک شخص خرید وفروخت اس لئے کرے کہ اسے ربا کا پیش خیمہ بنائے۔

ii۔ کسی عورت سے اس لئے نکاح کرے کہ وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ٹھہرے۔

iii۔ مرض الموت میں اپنا سب مال ھبہ کردے تاکہ اس کے وارث اپنے جائز حقوق سے محروم رہیں۔

جو شخص ان امور کا قصد کرتا ہے وہ درحقیقت شرعی قواعد کی خلاف ورزی کرتا اور محرمات کو مباح ٹھہراتا ہے۔ لہذا اس شخص کا اس طرح کا ارادہ رد کردیا جائے گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سدالذرائع کا مقصد شریعت کے اوامر و نواہی کا تحفظ ہوتا ہے۔ شریعت پر اضافہ کرنا مقصود نہیں ہوتا۔۔۔

ظاہریہ کے ہاں سدالذرائع کے اصول سے استفادہ

ظاہریہ سدالذرائع کے اصول کا سختی کے ساتھ انکار کرنے کے باوجود "اجماعی سدالذرائع" کا اقرار کرتے ہیں اور مختلف مسائل میں اس اصول سے استفادہ بھی کرتے ہیں۔

اجماعی سدالذرائع کا اقرار

امام ابن حزم فرماتے ہیں:

فبطل ماتعلقوابه من الاحتیاط الذی لم یات به نص ولا اجماع(۷۲)

(سو جو نص اور اجماع کے علاوہ احتیاط کو اس قاعدے سے متعلق کرتے ہیں وہ باطل ہے۔)

اس مقام پر انہوں نے خود ہی سدالذرائع کو ایک حد تک تسلیم کر لیا کہ انہوں نے صرف منصوص سدالذرائع ہی نہیں بلکہ اجماعی سدالذرائع کے جائز ہونے کو تسلیم بھی کیا ہے اور سدالذرائع کے باب میں کئی قیاسی مسائل اجماع سے ثابت ہیں جیسے امام قرافی نے اپنی کتاب "الفروق" میں سدالذرائع کی تقسیم کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔

احکام البیوع میں سدالذرائع کے اصول سے استفادہ

امام ابن حزم نے احکام البیوع بیان کرتے ہوئے کئی ایک جزئیات(۷۳) کو "ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان" (۷۴) کے تحت بیان کیا ہے حالانکہ یہ تمام چیزیں سدالذرائع کے تحت آتی ہیں۔

(۱) ولایحل بیع شئی ممن یوقن انه یعصی الله به

(کوئی چیز ایسے شخص کو بیچنا حلال نہیں جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا)

(۲) بیع کل شئی ینبذ اویعصر ممن یوقن انه یعمله خمراً

ہر وہ چیز جس سے نبیذ بنائی جا سکے یا نچوڑا جا سکے ایسے آدمی کو دینا جائز نہیں جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس سے شراب بنائے گا)

(۳) بیع الدراهم الردیئة ممن یوقن انه یدلس بها

(کھوٹے سکے ایسے آدمی کو بیچنا جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس کے ذریعے دھوکہ کرے گا۔)

(۴) بیع الغلمان ممن یوقن انه یفسق بهم اویخصیهم

(بچوں کو ایسے آدمی کو بیچنا جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ ان سے بدکاری کرے گا یا ان کو خصی کرا دے گا۔)

(۵) بیع المملوک ممن یوقن انه یسی ملکته

(مملوک کو ایسے آدمی کے ہاں بیچنا جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس کے ساتھ برا سلوک کرے گا۔)

(٦) بیع السلاح او الخیل ممن یوقن انه یعدوبها علی المسلمین

(اسلحہ اور گھوڑے ایسے آدمی کو بیچنا جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ ان کے ذریعے مسلمانوں پر حملہ کرے گا۔)

(٧) بیع الحریر ممن یوقن انه یلبسه

(ایسے آدمی کو ریشم بیچنا جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ ریشم پہنے گا۔)

یہ واضح ہے کہ ظاہریہ سدالذرائع کے قائل نہیں ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے مذکورہ مثالوں میں سدالذرائع کے اصول کی بنا پر احکامات اخذ کیے ہیں لیکن انہوں نے سدالذرائع کی اصطلاح کو استعمال نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان احکامات کو "ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان" کے تحت ذکر کیا ہے۔

جعفریہ اور سدالذرائع

حضرت ابو عبداللہ، امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان اصحاب المقائیس طلبوا العلم بالمقائیس فلم تزدهم المقائیس من الحق الا بعداً وان دین الله لایصاب بالمقائیس(٧٥)

(بلاشبہ قیاس کرنے والے قیاس کے ذریعے علم حاصل کرتے ہیں سو قیاس صرف حق سے دور کرنے کا سبب ہوتا ہے اور بلاشبہ اللہ کا دین قیاس کے ذریعے نہیں پایا جاسکتا۔)

شیخ محمد رضا المظفر قیاس کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

وعلماء الامامیة تبعاً لال البیت علیهم السلام ابطلوا العمل به(٧٦)

(اور امامیہ علماء آل بیت کی اتباع میں قیاس پر عمل کو باطل قرار دیتے ہیں۔)

اس لئے ان کے ہاں قیاس پر مبنی تمام مصادر بھی قابل حجت نہیں ہیں جیسے اسی کتاب میں اس کا یوں ذکر ہے:

بقی من الادلة المعتبرة عند جملة من علماء السنة (الاستحسان) و (المصالح المرسلة) و (سدالذرائع) (٧٧)

(وہ دلائل جو علماء اہل سنت کے ہاں معتبر ہیں وہ استحسان، مصالح مرسلہ اور سدالذرائع ہیں۔)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مصادر جعفریہ کے ہاں حجت نہیں ہیں۔

جعفریہ کے ہاں سدالذرائع کے اصول سے استفادہ

جعفریہ اصولی طور پر تو سدالذرائع کے قائل نہیں مگر بہت سے مسائل میں وہ اس اصول سے استفادہ کرتے ہیں، جیسے:

۱۔ صلیب بنانے والے کو لکڑی فروخت کرنے کی ممانعت

حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کے پاس لکڑی ہو اور وہ اسے ایسے آدمی کو بیچنا چاہے جو اس سے صلیب بنانا چاہتا ہے۔ فرمایا ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔(۷۸)

صلیب بنانے والے شخص کو لکڑی نہ بیچنے کا حکم سد الذرائع کے اصول کی بنیاد پر ہے تاکہ معاشرے میں ایسے نظریات جنم نہ لیں جن کی بنا پر لوگ اسلام کے سنہری افکار سے دور ہو جائیں۔ اس مقام پر جعفریہ نے یہ حکم سد الذرائع کے اصول کی بنیاد پر ہی دیا ہے مگر اس اصطلاح کو استعمال نہیں کیا۔

۲۔ شراب کو فروخت کرنے کیلئے دکان کو اجرت پر دینے کی ممانعت

حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے گھر کو اجرت پر دیتا ہے۔ جس میں شراب بیچی جائے گی۔ فرمایا اس کی اجرت حرام ہے۔(۷۹)

صاف ظاہر ہے کہ دکان کو اجرت پر دینا ایک جائز کام ہے مگر دکان ایسے مقصد کیلئے دینا جس سے حرام کی ترویج ہو، منع ہے۔ یہ حکم سد الذرائع کے پیش نظر ہے۔ جعفریہ نے یہ حکم تو ثابت کیا مگر سد الذرائع کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

۳۔ دشمنوں کو اسلحہ کے فروخت کرنے کی ممانعت

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ تجارت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

اذا لم یحملوا سلاحاً فلا بأس(۸۰)

(جب وہ (مسلمانوں کے خلاف) اسلحہ نہ اٹھائیں تو کوئی حرج نہیں)

اسلحہ فروخت کرنا فی نفسہ جائز ہے مگر سد الذرائع کے پیش نظر دشمنوں کو اسلحہ فروخت کرنے سے منع کر دیا گیا تاکہ وہ مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ یہ حکم سد الذرائع کے اصول کے مطابق ہے مگر جعفریہ نے اس اصطلاح کو استعمال نہیں کیا۔

۴۔ فتنہ کے دور میں اسلحہ کی فروخت کی ممانعت

حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے کہا:

انی ابیع السلاح قال لاتبعه فی فتنة(۸۱)

(بلاشبہ میں اسلحہ بیچتا ہوں فرمایا تم فتنہ کے زمانے میں اس کو مت بیچو۔)

اسلحہ بیچنا جائز امر ہے مگر سد الذرائع کی بنا پر اس سے منع کر دیا گیا تاکہ اسلحہ کی فروخت سے فتنہ

وفساد اور دہشت گردی میں اضافہ نہ ہو۔ یہ حکم بھی سد الذرائع کے مطابق ہے مگر جعفریہ نے اس اصطلاح کو استعمال نہیں کیا۔

مذکورہ بالامسائل کو کسی خاص عنوان کے تحت بیان نہیں کیا گیا تاہم یہ سد الذرائع کے اصول کے عین مطابق ہیں۔

نتائج بحث

اس مقالے سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مالکیہ اور حنابلہ نے سد الذرائع سے باقاعدہ صراحتاً استفادہ کیا ہے۔

۲۔ مالکیہ اس اصطلاح کے موجد اور اس مصدر سے سب سے زیادہ استفادہ کرنے والے ہیں۔

۳۔ احناف اور شوافع کے بعض اکابر نے سد الذرائع یا اس کی مترادف اصطلاح کو بھی استعمال کیا ہے اور اس بنا پر استدلات بھی کیے ہیں۔

۴۔ اکثر احناف اور شوافع اس مصدر سے براہ راست استفادہ کی بجائے دیگر عنوانات کے تحت استفادہ کرتے ہیں۔

۵۔ احناف اور شوافع بہت سے احکامات شریعت کی توجیہات سد الذرائع کے اصول کے مطابق کرتے ہیں۔

۶۔ ظاہریہ اور جعفریہ اصولی طور پر سد الذرائع کے قائل نہیں مگر وہ بھی دیگر عنوانات کے ذریعے اس مصدر سے استفادہ کرتے ہیں۔

حوالہ جات

الجوہری، اسماعیل بن حماد، م۳۹۸ھ، الصحاح ، دارالمضارة العربیة، بیروت، ۱ :۵۷۵

ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، م۷۱۱ھ، لسان العرب، دارصادر، بیروت، ۳ :۲۰۷

فیروزآبادی، محمدبن یعقوب، م۸۱۱ھ، القاموس المحیط، المؤسسة العربیة، بیروت، لبنان، ۱ :۳۱۱

۲. لوئیس معلوف، المنجد، دارالمشرق، بیروت، ۱۹۷۳ء :۲۳۵

۳. الزرقاء، شیخ مصطفیٰ احمد، المدخل الفقہی العام، دارالفکر، بیروت، ۱ :۹۸

۴. عبدالکریم، زیدان ، الوجیز فی اصول الفقہ، دارالکتب الاسلامیہ، لاہور: ۲۴۵

۵. ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، م۵۴۳ھ، احکام القرآن، دارالمعرفة، بیروت، ۲ :۷۴۸

۶. القرطبی ، محمد بن احمد، م۶۷۱ھ، الجامع لاحکام القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۲ :۴۰

۷. القرافی، ابوالعباس احمد بن ادریس م۶۸۴ھ، کتاب الفروق، عالم الکتب، بیروت ۱ :۳۲

۸. مناع القطان التشریع والفقہ فی الاسلام، موسسة الرسالہ، بیروت ۱۴۰۶ھ :۲۹۴

۹. امام مالک بن انس م۱۷۹ھ، المدونة الکبریٰ، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۸ص، ۳ :۱۸۲۔۱۸۳

۱۰. ابن رشد محمد بن احمد م ۵۲۰ھ، بدایة المجتہد، مکتبة الکلیات الازہریہ، قاہرہ، ۱۳۹۴ھ، ۲ :۱۶۱۔۱۶۲

۱۱. ابن رشد، مقدمات، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ۳ :۱۸۱۔ ۱۸۲

۱۲. بدایة المجتہد، ۲ :۱۶۱

۱۳. ڈاکٹروہبیة الزحیلی ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر، بیروت ۱۴۰۵ھ، ۲ :۸۹۳ :۸۹۴

۱۴. مالک بن انس، الموطا (کتاب الصیام) فریدبک سٹال، لاہور، ۱۴۰۳ھ :۲۴۰

۱۵. مسلم، بن حجاج بن مسلم قشیری م۲۶۱ھ، الصحیح(کتاب الصیام) قدیمی کتب خانہ،کراچی، ،۱: ۳۶۹
۱۶. ابوزہرہ، اصول الفقہ، دارالفکر العربی، قاہرہ:۲۳۳
۱۷. عبدالکریم زیدان المدخل لدراسة الشریعة الاسلامیہ، متکبة القدس، موسسة الرسالہ(بیروت):۲۰۳
۱۸. ابوزہرہ، ابن تیمیہ، دارلفکرالعربی۱۹۵۸ء:۲: ۵۰
۱۹. ایضاً
۲۰. ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد،م۶۲۰ھ، المغنی ،مکتبة الریاض الحدیثیة،۳: ۲۴۶
۲۱. الدکتوروھبیة الزحیلی ، الفقہ الاسلامی وادلتہ،۳: ۵۶۷
۲۲. ایضاً۲: ۸۹۳.۸۹۴
۲۳. ابوزہرہ، اصول الفقہ:۲۳۳
۲۴. ابوزہرہ ، ابو حنیفہ، دارالفکرالعربی:۳۶۷
۲۵. الوجیز:۱۹۷
۲۶. السرخسی، ابوبکرمحمد بن احمد م ۴۹۰ھ ،المبسوط، دارالمعرفة، لبنان۱۳۹۸ھ،۱۰: ۱۴۵
۲۷. ابوزہرہ، اصول الفقہ:۲۰۸
۲۸. الوجیز:۲۳۴
۲۹. فتحی الدرینی ، الحق ومدی سلطان الدولہ، موسسة الرسالہ ،بیروت۱۴۰۴ھ،:۱۱۸.۱۱۹
۳۰. البخاری،محمدبن اسماعیل م۲۵۶ھ، الجامع الصحیح،(کتاب الجنائز)قدیمی کتب خانہ، کراچی۱: ۱۷۷
۳۱. العینی ، بدالدین محمد بن احمد م ۸۵۵ھ ،عمدة القاری، دارالفکر، بیروت،۸: ۱۳۶
۳۲. البخاری، الجامع الصحیح کتاب الحیل،۲: ۱۰۳۳
۳۳. خطیب تبریزی ، ولی الدین محمد بن عبداللہ م۷۴۳ھ ، مشکوٰة المصابیح ، کتاب الزکوٰة:۱۵۶ ، مطبع مجتبائی دھلی۱۳۶۸ھ
۳۴. ملا علی قاری، علی بن سلطان م ۱۰۱۴ھ مرقاة المفاتیح، ۴: ۱۲۹، مکتبہ امدادیہ ملتان
۳۵. عبدالحق، محدث دہلوی،۱۰۵۲ھ، اشعة اللمعات، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر،۱۹۷۶،۲: ۹
۳۶. البقرہ،۲: ۱۰۴

۳۷. آلوسی ، سید محمود احمد آفندی ۱۲۷۰ھ روح المعانی،مکتبہ امدادیہ،ملتان ۱:۳۴۸

۳۸. مؤطاامام مالک، کتاب الصیام:۲۳۷

۳۹. مولانازکریا کاندھلوی ، اوجز المسالک،ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان ۵:۴۹

۴۰. الشیبانی ، محمد بن الحسن م۱۸۹ھ ، کتاب الاثار،ادارۃ القرآن دارالعلوم اسلامیہ کراچی:۸۹

۴۱. ایضاً

۴۲. الجصاص ، ابوبکر احمد بن علی م۳۷۰ھ، احکام القرآن ، دارالکتب العربی،۱۳۳۵ھ ،۳:۲۵۶

۴۳. ایضاً:۳۷۲

۴۴. السرخسی، المبسوط،۱۶:۸۲

۴۵. ایضاً،۴:۱۱۱

۴۶. مؤطاامام مالک،کتاب الحج:۳۶۰

۴۷. عمدۃ القاری،۸:۰۷

۴۸. ایضاً،۲۲:۲۴۴

۴۹. نووی یحی بن شرف م۶۷۲ھ، شرح مسلم،قدیمی کتب خانہ ،کراچی۱۹۵۶ء۲:۲۱۵

۵۰. ابن عابدین، محمد امین شامی،م۱۳۵۲ھ، رد المحتار، المکتبہ الماجدیہ، کوئٹہ،۱۳۹۹ھ،۵:۲۵۸

۵۱. ردالمحتار،۲۶۳

۵۲. الزرقاء، مصطفے احمد،المدخل الفقہی العام،دارالفکر بیروت۱۹۶۸ء۱:۱۰۰

۵۳. ابوزہرہ، اصول الفقہ:۲۲۸

۵۴. ابوزہرہ، الشافعی، دارالفکرالعربی:۲۸۰

۵۵. الغزالی،ابو حامدمحمدبن محمد، المستصفی من علم الاصول ، مکتبہ التراثات الاسلامیہ، ملتان،۲:۲۹۸

۵۶. ایضاً:۳۳۳

۵۷. المستصفی،۲:۳۳۳،۳۳۴

۵۸. نووی، روضۃ الطالبین، المکتب الاسلامی، بیروت،۱۹۶۶ء،۷:۲۱

۵۹. العسقلانی احمد بن علی م۸۵۲ھ، شرح نخبۃ الفکر، شیخ غلام علی اینڈسنز،لاہور،۱۹۹۶ء:۹۳

۶۰. العسقلانی، فتح الباری،دارلفکر ، بیروت،۱:۵۲۵

۶۱. ایضاً،۲۶:۱۳
۶۲. المحلی ، جلال الدین م۸۶۴ھ، جلالین، تاج کپمنی ، کراچی :۳۵۴
۶۳. الشافعی، محمد بن ادریس،م۲۰۴ھ، کتاب الام، دارالمعرفۃ ، بیروت،۱۳۹۳ھ،۱۵۶:۲
۶۴. الشیرازی ابراہیم بن علی،م۴۵۵ھ، المھذب مطبعۃالبابی، الحلبی،مصر،۳،۳۴
۶۵. نووی، روضۃ الطالبین،۲۷:۷
۶۶. ایضاً:۲۱
۶۷. ایضاً
۶۸. جلالین:۳۵۴
۶۹. ابن حزم، علی بن حزم الاندلسی الظاہری،م۴۵۶ھ، الاحکام ، ضیاء السنۃ فیصل آباد،۱۴۰۴ھ۲:۶
۷۰. ایضاً:۷
۷۱. ابوزہرہ، حیات امام ابن حزم، شیخ غلام علی اینڈسنز،لاہور، ۵۹۴.۵۹۳:۱۹۸۹
۷۲. ابن حزم ،الاحکام،۱۶:۶
۷۳. ابن حزم، المحلی، دارالفکر، بیروت،۳۰.۲۹:۷
۷۴. المائدہ،۶:۵
۷۵. الکلینی ،ابو جعفر محمد بن یعقوب،م۳۲۹ھ، الاصول من الکافی،دارالکتب الاسلامیہ،تہران،۱۳۸۸ھ،۵۶:۱
۷۶. رضاالمظفر، اصول الفقہ، مرکزانتشارات حوزۂ علمیہ، قم،۱۳۹۸ھ:۱۶۱
۷۷. ایضاً:۱۸۰
۷۸. القندھاری، محمدآصف المحسنی، حدود الشریعۃ فی محرماتھا، انتشارات کتاب فروشے جعفری، مشہد،۱۱۷:۱
۷۹. الطوسی، محمد بن الحسن، م۴۶۰ھ، الاستبصار، دارالکتب الاسلامیہ، تہران،۵۵:۳
۸۰. حدود الشریعۃ،۱۲۲:۱
۸۱. الطوسی الاستبصار،۵۷:۳
الکلینی، ابو جعفر محمد بن یعقوب،م۳۲۹ھ، الفروع من الکافی،دارالکتب الاسلامیہ،تہران،۱۳۴۲ھ،۱۱۳:۵